خطبہ حجتہ الوداع کی فصاحت وبلاغت کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study of the Eloquence of the Sermon of Farewell

DOI: 10.5281/zenodo.8197475

**Dr. Muhammad Qasim,*
***Muhammad Ashraf,*

Abstract:

The last 23 years of Prophet Muhammad's (PBUH) life, in which he fulfilled his Prophet Hood, especially in Makkah, was full of patience and suffering. During this period, difficulties and problems came up one after another, which the Prophet (PBUH) faced with courage and strategy. Because Allah Ta'ala chose him as his last Prophet and made Him an example for the whole world. That is why trials also became a part of His life. The difficult stages He had to go through while carrying out his Prophet Hood, none of the previous Prophets had experienced so much. For this reason, He was also blessed with the title of Rahmat al-Alamin. The Farewell Sermon in a very important way highlights the fact that Prophet Muhammad (PBUH) is the first blessed person in the fourteen hundred years of history who brought a broad and comprehensive message to all humanity and turned this message into a movement. Issued in the form and established an Islamic state on it and to convey it to all the nations of the world, established a group of martyrs (O people! Be witnesses) through which the sayings of the Holy Prophet (PBUH) on the occasion of the farewell Hajj. But it was said that they reached us.

Keywords: *A Research Study, The Eloquence, The Sermon, Farewell.*

تمہید:

نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے آخری 23/سال جس میں آپ ﷺ نے کار نبوت انجام دیا، اس میں بھی بالخصوص مکی زندگی بڑی صبر آزما اور تکلیفوں سے بھری ہوئی ہے۔ اس عرصے میں ایک پر ایک مشکلیں اور پریشانیاں سامنے آئیں، جن کا آپ ﷺ نے خندہ پیشانی اور حکمت عملی سے مقابلہ کیا۔ چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا آخری نبی منتخب کیا تھا اور پوری دنیا کے لیے اسوہ ونمونہ بنایا تھا۔ اس لیے آزمائشیں بھی آپ ﷺ کی زندگی کا جزبن گئ تھیں۔

....

**Religious Scholar of Mysticism, The University of Faisalabad, Faisalabad, Pakistan, E-mail: m.qasim2937@gmail.com*
***M. Phil Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad Campus, Islamabad, E-mail: muhammadashrafma414@gmail.com*

کار نبوت انجام دیتے ہوئے جتنے کٹھن مراحل سے آپ ﷺ کو گزرنا پڑا، اتنا انبیائے سابقین میں سے کسی کے بھی حصے میں نہ آیا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کے مقام ومرتبہ کو تمام انبیاء سے بلند کر دیا۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کو رحمت العالمین کے خطاب سے بھی نوازا۔ خطبہ حجۃ الوداع نہایت ہی اہم خوبی سے اس حقیقت کو اجاگر کر دیتا ہے کہ اب تک کے چودہ سو سالہ دورِ تاریخ میں حضرت محمد ﷺ وہ پہلی مبارک شخصیت ہیں جو ساری انسانیت کے لیے وسیع اور جامع پیغام لے کر آئے اور اس پیغام کو ایک تحریک کی شکل میں جاری کیا اور اس پر ایک اسلامی ریاست قائم کی اور اسے دنیا کی تمام اقوام تک پہنچانے کے لیے شہداء علی الناس (اے لوگو! گواہ رہنا) کی ایک جماعت قائم کر دی جن کے ذریعے حضور اکرم ﷺ کے ارشادات جو حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائے گئے وہ ہم تک پہنچے۔

فصاحت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم:

فصاحت کے لغوی معنی:

فصیح: "خوش بیان، شیریں کلام" **فصحا:** فصیح کی جمع ہے "خوش بیان لوگ"

فصاحت: "ظاہر کرنا، ظاہر ہونا" فیروز الدین کے مطابق : "خوش کلامی، خوش بیانی"[1]

اصطلاحی مفہوم: "ایسے الفاظ جو ظاہر ہوں، جلد سمجھ میں آجانے والے اور مانوس الاستعمال ہوں۔"

علم معنی کے کلام میں ایسے الفاظ لانا جو روز مرہ اور محاورے کے خلاف نہ ہوں اور موقع محل کے مطابق ہوں۔

فصاحت کی اقسام: اس کی تین اقسام ہیں: فصاحت کلمہ فصاحت کلام فصاحت متکلم

بلاغت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم: بلاغت کی لغوی تعریف: "پہنچنا—انتہا ہونا"

فیروز الدین کے مطابق: "کلام میں انتہا درجے تک پہنچنا—فصیح کلام—حسب موقع گفتگو"[2] بلیغ—جمع بلغاء (پورا، کامل، انتہا کو پہنچا ہوا) لوئیس معلوف کے مطابق: بلغ: پہنچانا، پیغام رسائی کرنا[3]

اصطلاحی مفہوم: کسی عظیم مفہوم کو ایسی فصیح عبارت سے ادا کرنا جو نفوس میں مؤثر اور احوال کے مطابق ہو۔[4]

بلاغت کی اقسام: اس کی دو قسمیں ہیں۔

1) **بلاغت کلام:** کلام کا حالات کے تقاضے کے مطابق ہونا۔

2) **بلاغت متکلم:** وہ ایسا کلمہ ہے جس کے ذریعے متکلم، بلیغ کلام کے ساتھ مقصود کی تعبیر پر بھی قادر ہو۔

فصاحت وبلاغت کے علوم کی اقسام: فصاحت وبلاغت تین علوم پر مشتمل ہے۔ علم معنی، علم بیان، علم بدیع

خطبہ حجۃ الوداع کی اصطلاح: جناب سرورِ کائنات، فخر موجودات، شفیع المذنبین، خاتم النبیین ﷺ واصحابہ وازواجہ واتباع وسلم کا ہر ایک ارشاد، ہر جملہ اور ہر لفظ اہمیت کا حامل ہے اور ان میں ہمارے لیے ہدایت اور رہنمائی کے

بہت سے پہلوں ہیں لیکن جناب نبی کریم ﷺ کے ہزاروں ارشادات عالیہ میں جن چند ارشادات کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے ان میں حجۃ الوداع کا خطبہ بھی شامل ہے۔ جناب رسول اکرم ﷺ نے جو آخری حج کیا اسے دو حوالوں سے حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ ایک اس حوالہ سے کہ آپ ﷺ نے آخری حج وہی کیا اور دوسرا اس حوالہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے خود اس خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ:

" ایہا الناس انی واللہ لا ادری لعلی لا القا کم بعد یوم ھذا[5]

ترجمہ "اے لوگو! مجھے معلوم نہیں کہ آج کے بعد میں اس جگہ تم سے مل سکوں گا یا نہیں۔

یعنی حضور اکرم ﷺ کے ذہن میں یہ بات تھی کہ میں اپنے صحابہؓ سے آخری اجتماعی ملاقات کر رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے بطور خاص فرمایا کہ مجھ سے باتیں پوچھ لو سیکھ لو جو سوال کرنا ہے وہ کرلو، شاید اس سال کے بعد تم لوگوں سے اس طرح کی ملاقات نہ کر سکوں۔ گویا حضور ﷺ خود بھی الوداع کہ رہے تھے۔ اس مناسبت سے اس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔

حضور ﷺ کے حج اور عمروں کی تعداد:

نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد ایک ہی حج کیا اور وہ حج یہی تھا (یعنی حجۃ الوداع) جب حضور ﷺ کا ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں قیام تھا، 53 سال کی عمر تک حج کرتے رہے۔ آپ ﷺ نے کتنے حج ادا کیے ان کی تعداد کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔ لیکن جب سے حضور ﷺ نے ہوش سنبھالا اور مکہ میں رہے تو ظاہر ہے کہ ہر سال حج میں شریک ہوتے رہے ہوں گے۔ روایات میں یہ ذکر آتا ہے کہ حج کے موقع پر جو اجتماع ہوتا تھا منیٰ میں، عرفات میں، لوگ دنیا کے مختلف حصوں سے حج کے لیے آتے تھے، تو نبی کریم ﷺ اس اجتماع سے فائدہ اٹھاتے تھے، آپ ﷺ مختلف خیموں میں جاتے تھے لوگوں سے ملتے تھے اور دعوت دیتے تھے۔ چنانچہ انصار مدینہ کے دونوں گروہوں اوس وخزرج کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا جو رابطہ ہوا وہ حج ہی کے موقع پر ہوا۔ ان دونوں قبائل کے لوگ حج کے لیے آئے ہوئے تھے، حضور ﷺ مختلف خیموں میں جاکر دعوت دے رہے تھے تو انھوں نے آپ ﷺ کی بات توجہ سے سنی اور قبولیت کا اظہار کیا۔

آپ ﷺ کے عمروں کی تعداد حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے مطابق چار ہے۔

1) پہلا عمرہ حدیبیہ کا ہے۔ جو چھٹی ہجری میں ہوا۔ دوسرا عمرہ 7 ہجری میں قرارداد صلح کے مطابق ہوا۔

2) تیسرا عمرہ 8 ہجری میں فتح مکہ کے موقع پر ہوا۔

3) چوتھا عمرہ 10 ہجری حج کے ساتھ ہوا۔ اسے حج الوداع کہتے ہیں[6]

حجۃ الوداع کی پیشگی تیاری:

رمضان المبارک 8 ہجری میں مکہ فتح ہوا، 9 ہجری میں مسلمانوں نے اجتماعی طور پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی قیادت میں پہلا حج کیا۔ حضور ﷺ اس حج میں خود تشریف نہیں لے گئے بلکہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مدینہ سے امیر حج بنا کر بھیجا، ان کے ذریعے حج کے موقع پر کچھ اعلانات کروائے۔ ان کے بعد حضرت علیؓ کو بھیجا اور کچھ اعلانات ان کے ذریعے کروائے اور آئندہ سال آپ ﷺ نے حج کے لیے تیاری کی، اس تیاری میں کچھ باتیں اہم تھیں، پہلی یہ کہ مختلف عرب قبائل کے ساتھ جو معاہدات تھے ان میں سے کچھ کو باقی رکھنے کا فیصلہ کرنا تھا اور کچھ کو ختم کرنے کا، دوسری بات یہ تھی کہ آئندہ سال اپنے حج سے پہلے حضور ﷺ مکہ کے ماحول میں کچھ صفائی چاہتے تھے مثلاً پہلے ہر قسم کے لوگ حج کے لیے آتے جاتے تھے، آپ ﷺ نے اعلان کروا دیا کہ آج کے بعد کوئی غیر مسلم یہاں نہیں آئے گا، یہ بیت اللہ صرف مسلمانوں کے لیے مخصوص ہے یہ بیت اللہ ابراھیمی ہے اور ابراہیم کی ملت کے لیے مخصوص ہے۔ اسی طرح پہلے بہت سے لوگ حج کے لیے آتے تو ننگے طواف کرتے، عورتوں نے معمولی لنگوٹی طرز کا کپڑا پہن رکھا ہوتا تھا، اور کہتے تھے کہ قدرت (نیچر) ہے ہم دنیا میں ننگے آئے تھے اس لیے ہم اللہ کے دربار میں ننگے ہی پیش ہوں گے۔ اور عورتیں کچھ اسطرح کے اشعار پڑھتی اور ساتھ طواف بھی کرتیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ اعلان بھی کروا دیا کہ آج کے بعد کوئی شخص ننگا طواف نہیں کرے گا، عورتیں تو مکمل لباس میں ہوں اور باحیا اور باوقار طریقے سے آکر طواف کریں گی۔ اور مرد بھی اپنا جسم مکمل طور پر ڈھانپے گے لیکن دو چادروں سے۔ یہ دو اعلانات حضور ﷺ نے اگلے سال کے لیے کروا دیے کہ اگلے سال کوئی غیر مسلم حج کے لیے نہیں آئے اور کوئی ننگا طواف نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ اور بھی متفرق اعلانات کروائے۔ پھر اس اہتمام کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے پورا سال مختلف قبائل میں پیغام بھیجے کہ آئندہ سال رسول اللہ ﷺ حج کے لیے تشریف لے جارہے ہیں اس لیے جو مسلمان بھی اس موقع پر پہنچ سکتا ہے پہنچے، چنانچہ یہ اعلانات پورا سال ہوتے رہے۔ لوگوں تک یہ پیغام پہنچتا رہا کہ جس مسلمان نے حضور ﷺ کی رفاقت حاصل کرنی ہے، جس نے حضور ﷺ سے کوئی بات پوچھنی ہے تو وہ حج پر پہنچے۔

خطبہ کی تاریخ: حجۃ الوداع کا واقعہ تاریخ کی رو سے 1400 برس پہلے 10 ہجری اس وقت پیش آیا جب سید الانبیاء، ولمرسلین، محبوب رب العالمین، حضور رحمت العالمین، علیہ التحیۃ الی یوم الدین، اتمام دعوت حق اور اکمال تبلیغ دین کی منزل پر مکہ معظمہ میں جلوہ فروز ہوئے اور اپنا پہلا ہر آخری حج ادا فرمایا۔ جسے حجۃ الوداع، حجۃ البلاغ، حجۃ السلام بھی کہتے ہیں۔

خطبات حجۃ الوداع: اس حج کے موقع پر حضور ﷺ نے بہت سی ہدایات فرمائیں، یہ حضور ﷺ کی مختلف ہدایات کا

مجموعہ ہے ان میں دو بڑے خطبے ہیں ایک خطبہ میدان عرفات میں ارشاد فرمایا، یہی خطبہ سنت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے طور پر 9ذی الحج کو دوپہر کو عرفات کے میدان میں پڑھا جاتا ہے۔

دوسرا خطبہ وہ ہے جو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے منیٰ میں ارشاد فرمایا۔

خطبہ حجۃ الوداع کی فصاحت وبلاغت:

1) **دور جاہلیت کا خاتمہ:** جناب رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حجۃ الوداع کے موقع پر بہت اہم اعلانات فرمائے، مثلاً آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک بڑی اہم اور تاریخی بات یہ فرمائی کہ یاد رکھو! جاہلیت کا دور ختم ہو گیا اور اسلام کا دور شروع ہو گیا ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ الا کل شئی من امر الجا ہلیۃ تحت قدمی موضوع [7]

ترجمہ: "آگاہ رہو، جاہلیت کا ہر کام میں اپنے دونوں قدموں کے نیچے دفن کر رہا ہوں۔"

آج کل دنیا میں ایک مسئلہ چلتا ہے روشن خیالی اور تاریک خیالی کا، دور علم کا اور دور جاہلیت کا۔ ہمیں تلقین ہوتی ہے کہ ہم دور علم اختیار کریں اور دور جاہلیت چھوڑیں، جاہلیت کی باتیں چھوڑیں اور علم کا راستہ اختیار کریں۔ اب روشن خیالی سے کون انکار کرے گا؟ کوئی عقل مند اور دانشور آدمی روشن خیالی اور علم کی بات سے انکار نہیں کر سکتا اور جاہلیت کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا لیکن اصطلاحات کا فرق ہے، روشن خیالی کسے کہتے ہیں، تاریک خیالی کسے کہتے ہیں، جاہلیت کا دور کون سا ہے اور علم کا دور کون سا ہے۔ اپنی اپنی اصطلاحات اور تعریفات ہیں، چنانچہ چند بنیادی فرق ہیں جن کو اس کشمکش میں سمجھنا ضروری ہے کہ اس میں بنیادی کردار رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کہ آج جاہلیت کی ساری قدریں میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔

2) **نسلی اور لسانی تفاخر کا خاتمہ:**

جاہلیت کے دور میں عرب معاشرہ نسل، رنگ اور زبان کے تفاخر کا معاشرہ تھا، قریشی غیر قریشیوں کو برابر نہیں سمجھتے تھے۔ عرب غیر عربوں کو برابر نہیں سمجھتے تھے۔ یہ سلسلہ آج بھی ہے بے شک اس پر جتنی چاہے لیپا پوتی کی جائے لیکن رنگ اور نسل کی بنیاد پر تفاخر اور برتری کا یہ جذبہ آج بھی دنیا میں صاف نظر آتا ہے۔ علاقائی سطح پر بھی اور عالمی سطح پر بھی یہ بات اس زمانے میں عروج پر تھی ہم اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مکہ فتح کرنے کے بعد جب کعبہ کا کنٹرول سنبھالا، چابیاں منگوائیں تو کعبہ کو بتوں سے پاک کیا اور حضرت بلالؓ سے کہا کہ بیت اللہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دو، یہ اعلان ایک طوفان تھا۔ اس معاشرے میں کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ بلال ایک تو آزاد کردہ غلام ہیں، دوسرا کالے رنگ کے ہیں، تیسرا عربی بھی نہیں بلکہ حبشی ہیں۔ کیا یہ بیت اللہ کی چھت پر کھڑا ہو

کر اذان دے گا وہاں طوفان مچ گیا لیکن اعلان چونکہ حضور اکرم ﷺ نے کیا تھا اس لیے کس کی مجال تھی کہ کچھ کہے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"یا ایھا الناس ان ربکم واحد و ان اباکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی لا عجمی علی عربی ولا احمر علی اسود ولا اسود علی احمر الا با لتقوی ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم[8]

ترجمہ: "اے لوگو! بے شک تمھارا رب بھی ایک ہے اور تمھارا باپ بھی ایک ہے، آگاہ رہو کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی سفید فام کو کسی سیاہ فام اور کسی سیاہ فام کو کسی سفید فام پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، فضیلت کا معیار صرف تقوی ہے تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزت کا مستحق وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔"

یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں آج تمام قسم کے نسلی اور لسانی تفاخرات کا خاتمہ کرنے کا اعلان کر رہا ہوں، تم میں سے کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں اور کسی کالے کو سرخ پر فضیلت نہیں ہے، آپ ﷺ نے صرف یہ اعلان نہیں فرمایا بلکہ ایک ایسی سوسائٹی قائم کی کہ واقعتاً لوگوں نے دیکھا کہ یہ سارے امتیازات ختم ہو گئے تھے، اسلام عزت کی بنیاد رنگ، نسل اور زبان کو قرار نہیں دیتا صرف عزت کی بنیاد تقوی میں ہے۔

3) انتقام در انتقام کی رسم کا خاتمہ:

پھر نبی کریم ﷺ نے جہاں جاہلیت کے دور کے خاتمے کا اعلان فرمایا کہ جاہلیت کی رسمیں میں نے ختم کر دیں ہیں۔ ایک عمومی اعلان تھا کہ جاہلیت کی ساری قدریں آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں لیکن دو کا آپ ﷺ نے بطور خاص ذکر فرمایا۔ "الا و ان کل دم کان فی جاہلیۃ موضوع و اول دم وضع من دماء الجاہلیۃ دم الحارث بن عبدالمطلب کان مسترضعا فی بنی لیث فقتلتہ ہذیل "[9]

ترجمہ: "آگاہ رہو! جاہلیت کے زمانے کا ہر خون معاف کیا جاتا ہے اور زمانہ جاہلیت کے خونوں میں سے پہلا خون جس کو معاف کیا جاتا ہے وہ حارث بن عبد المطلب کا خون ہے۔ حارث کو دودھ پلانے کے لیے بنو لیث کے ہاں بھیجا گیا تھا جہاں اسے بنو ہذیل نے قتل کر دیا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاہلیت کے دور میں جو بدلے اور خون کا رواج تھا وہ میں نے ختم کر دیا ہے۔ قبائل میں بدلہ در بدلہ کا رواج تھا، قبائل میں یوں ہوتا ہے کہ ایک قبیلہ کا آدمی قتل ہوا تو بدلے میں قاتل قبیلہ کا آدمی قتل ہو گا۔ اور ضروری نہیں قاتل ہی قتل ہو بس اس قبیلہ کا کوئی بھی آدمی مارا جائے گا یا وہ مرا ہے تو اب پھر اس قبیلے کا آدمی مرے گا۔ پھر یہ سلسلہ چلتا رہتا تھا۔ "حرب بعاث" دو قبیلوں کی ایک مشہور جنگ تھی جو ایک سو بیس سال چلتی رہی۔ بات شروع یہاں سے ہوئی کہ ایک آدمی کا درخت تھا جس پر کبوتری نے گھونسلہ بنا رکھا تھا اور انڈے دے رکھے

تھے کسی نے اس پتھر مار کر گھونسلہ اور انڈے توڑ دیے، پہلے آدمی نے کہا کہ اچھا میری زمین پر اور میرے درخت پر اس نے یہ کر دیا، یہ تو میری توہین ہوئی ہے۔ کبوتری کا انڈا نہیں ٹوٹا یہ تو میری ناک کٹ گئی ہے۔ اس نے پتھر مارنے والے کو قتل کر دیا۔ بس پھر دونوں کے قبائل کے درمیان ایک سو بیس سال تک جنگ رہی۔

4) **سود کا خاتمہ:** ایک جاہلی قدر جس کا حضور ﷺ نے بطور خاص ذکر کیا وہ سود ہے، فرمایا کہ

" الا و ان کل ربا فی الجاہلیۃ موضوع لکم رؤوس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون غیر ربا العباس بن عبد المطلب فانہ موضوع کلہ" [10]

" آگاہ رہو! زمانہ جاہلیت کا ہر سود کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ تم صرف اپنے اصل مال کے حقدار ہو۔ نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ ہاں عباس بن عبد المطلب کا لوگوں کے ذمے جو سودی قرض ہے وہ سارے کا سارا معاف کیا جاتا ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ " جاہلیت میں تم سود کا لین دین کرتے تھے میں اس کے خاتمے کا اعلان کر رہا ہوں ۔ جس کے ذمے کسی کی کوئی رقم ہے اس کو اصل رقم ملے گی، سود نہیں ملے گا۔

5) **جان ومال کی حرمت:** آپ ﷺ نے فرمایا:

"فان دماء کم و اموالکم قال محمد و ا حسبہ قال و اعراضکم (و ابشارکم) علیکم حرام کحرمتہ یومکم ہذا فی بلد کم ہذا فی شہر کم ہذا" [11]

ترجمہ: "بے شک تمھاری جانیں، تمھارے مال، تمھاری آبروئیں (اور تمھارے چمڑے) تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے اس شہر اور اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے۔"

آپ ﷺ کے اس ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کی عزت پر حملہ نہیں کروگے، کسی کو بے عزت نہیں کروگے ، کسی کا مذاق نہیں اڑاوگے، کسی کو گالی نہیں دوگے، کسی کی توہین نہیں کروگے۔ یہ ساری باتیں اس میں شامل ہیں۔ تو فرمایا جس طرح مکہ، حج کے دن اور حج کے مہینے کا احترام کرتے اس طرح ایک دوسرے کی عزت کا احترام کرو۔

6) **منہ بولے رشتوں کا خاتمہ:**

جاہلی قدروں میں سے ایک جاہلی قدر جس کے خاتمے کا جناب نبی اکرم ﷺ نے اعلان ان الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ:" الولد للفراش وللعاہر الحجر و من ادعی لا غیر ابیہ او تولی غیر موالیہ فعلیہ لعنۃ اللہ ولملائکۃ والنا س اجمعین لا یقبل للہ منہ صرفًا ولا عدلا" [12]

ترجمہ: "بچے کا نسب اسی سے ثابت ہو گا جس کے نکاح میں عورت ہو گی۔ جبکہ بدکاری کرنے والے کا بچے پر کوئی حق نہیں اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔ جو شخص اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اور جو غلام اپنی نسبت

اپنے آقاؤں کے علاوہ کسی اور کی طرف کرے گا، اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس سے کوئی معاوضہ یا تاوان قبول نہیں کریں گے۔"

جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ زبان سے معاہدہ کر کے رشتے طے ہو جاتے تھے کہ یہ میرا باپ ہے، یہ میرا بیٹا ہے، بھائی بھائی کہہ دیا تو بھائی بھائی ہو گئے، باپ بیٹا کہہ دیا تو بس یہ رشتہ بن گیا، کسی کو ماں کہہ دیا تو وہ ماں ہو گئی۔ کسی عورت نے کسی کو بیٹا کہہ دیا تو بس یہ رشتہ قائم ہو گیا۔ یہ زبان سے اور معاہدے سے رشتہ دار بننا جاہلیت کے زمانے میں تھا اور اس کو معاشرے میں تسلیم کیا جات تھا۔ آج بھی اسے بہت سے معاشروں میں اس تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ رسم توڑ دی۔ یہ اتنی بڑی رسم تھی کہ یہ حضور ﷺ کے توڑنے سے ہی اس رسم نے ٹوٹنا تھا۔

7) **رشتوں کے شرعی اسباب:**

آپ ﷺ نے فرمایا کہ:" يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب ۔ [13]

ترجمہ: "جو رشتے نسب میں حرام ہیں وہ رضاعت میں بھی حرام ہیں۔"

جس عورت کا دودھ پیا اس کی بہن اب اس کی خالہ بن گئی ہے یعنی نسب کی خالہ سے شادی حرام تو رضاعت کی خالہ سے بھی حرام ہے۔ جس عورت کا دودھ پیا اس کا خاوند اس کا باپ ہے اور خاوند کا بھائی اس کا چچا ہے، چچا نسب میں بھی حرام ہے اور رضاعت میں بھی حرام ہے، اس باپ کی بہن اس کی پھوپھی نسب میں حرام ہے اور رضاعت میں بھی حرام ہے۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رضاعت سے وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب میں حرام ہیں لیکن ہمارے ہاں اس سے لاپرواہی کی جاتی ہے اور اس کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

8) **اسلام کا رشتہ:** نبی کریم ﷺ نے ایک اور بات کا اعلان فرمایا۔ اخوت کے جعلی رشتوں کی نفی کی

9) اور فرمایا کہ اخوت کا رشتہ تمھارے درمیان اسلام کا رشتہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

" المسلم اخوا المسلم لا يظلمه ولا يسلمه" [14]

ترجمہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اسے رسوا کرتا ہے۔"

"ولا يسلمه "ایک بہت بڑا جملہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر کے بھی حوالے نہیں کرتا کہ وہ اس پر ظلم کرے اور یہ بیٹھ کر تماشا دیکھتا رہے۔ اس کو دشمن کے سپرد بھی نہیں کر دیتا کہ اس کے ساتھ جو مرضی کرے۔ یہ حضور ﷺ نے مسلمانوں کے آپس کے حقوق بیان فرمائے۔

10) **حج کا حکم:** آپ ﷺ نے فرمایا کہ:" ان تشهد ان لا اله الله وان محمد ا رسول الله و تقيم الصلوٰة وتؤتی زكوة و تصوم رمضان و تحج البيت ان استطعت اليه سبيلا"[15]

ترجمہ: "یہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اور رمضان کے روزے رکھو، اور اللہ کے گھر کا حج ادا کرو جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔"

11) **مومن کی پہچان:** مسلم، مومن اور مہاجر کے اصطلاحی معنی کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ: " الا اخبر کم با لمومن من امنہ الناس علی اموالھم و انفسھم والمسلم من سلم الناس من لسانہ ویدہ والمجاھد من جاھد نفسہ فی طاعۃ اللہ والمھاجر من ھجر الخطایا و الذنوب۔[16]

ترجمہ: "کیا میں تمھیں نہ بتاؤں کہ مومن کون ہیں؟ جس سے لوگ اپنے مالوں اور اپنی جانوں کو محفوظ سمجھیں، اور مسلم وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ بچے رہیں اور مجاھد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے اور مہاجر وہ ہے جو گناہوں اور غلطیوں کو ترک کر دے۔"

حضور اکرم ﷺ نے ایک اصطلاح کے دو معنی بیان فرمائے۔ایک تو ظاہری معنی دوسرا اس کی روح۔ ظاہر مسلمان وہ ہے جو کلمہ پڑھتا ہے، نماز پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے، ذکوٰہ دیتا ہے اور بیت اللہ کا حج کرتا ہے لیکن اپنی روح کے اعتبار سے مسلمان وہ ہے جس کے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اسی طرح ظاہر مومن وہ ہے جو اللہ، رسولوں، فرشتوں، اللہ کی کتابوں، قیامت کے دن، اچھی بری تقدیر، اور مرنے کے بعد آخرت پر ایمان رکھتا ہے لیکن اپنی روح کے اعتبار سے مومن وہ ہے جس کا ایمان اتنا پختہ ہو، اتنا مضبوط ہو کہ لوگ اسے اپنی جانوں اور اپنے مالوں پر امین سمجھیں اور اس پر اعتماد کریں۔

12) **ماتحتوں اور غلاموں کے ساتھ سلوک:** حضرت محمد ﷺ نے غلاموں کے بارے میں بطور خاص

13) یہ وصیت کی کہ تمہارے اور ان کے معیار زندگی میں فرق نہیں ہونا چاہیے کہ تمہارے غلام تمھارے بھائی ہیں یہ بھی آدمؑ کی اولاد ہیں، یہ بھی انسان ہیں ان کی بھی تمھاری طرح ضروریات ہیں یہ بھی تمھاری طرح انسانی عزت وشرف کے مستحق ہیں۔ ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو اگر کوئی کام ان کی ہمت سے زیادہ ہے تو ان کا ہاتھ بٹاؤ خود ساتھ ملکر وہ کام کرو۔ حجۃ الوداع کے خطبے میں آپ ﷺ فرمایا کہ:

"ارقاءکم ارقاءکم اطعمو ھم مما تاکلون و اکسو ھم مما تلبسون فان جاء وا بذنب لا تریدون ان تغفروہ فبیعوا عباداللہ ولا تعذبو ھم۔[17]

ترجمہ: "اپنے غلام / لونڈیوں کا خیال رکھو، اپنے غلام / لونڈیوں کا خیال رکھو، اپنے غلام / لونڈیوں کا خیال رکھو، جو تم کھاتے ہو انھیں بھی کھلاؤ، جو تم خود پہنتے ہو انھیں بھی پہناؤ۔ اگر ان سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہو جائے جسے تم معاف نہیں کرنا چاہتے تو اللہ کے ان بندوں کو بیچ دو لیکن انھیں عذاب دو۔"

14) اخلاقی بحران:

آپ ﷺ نے فرمایا کہ زندگی کی کامیابی اسی میں ہے کہ ظلم کا راستہ اختیار نہ کرنا، کسی پر زیادتی نہ کرنا، کسی کے ساتھ ناانصافی نہ کرنا۔ اگر ان سے بچوگے تو معاشرے کی زندگی اسی میں ہے، معاشرے کی حیات اسی میں ہے۔
"اسمعوا منی تعیشوا ، الا لا تظلموا، الا لاتظلموا، الا لا تظلموا، انہ لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ"[18] ترجمہ: "میری بات سنو! زندگی پا جاؤگے۔ سنو! ظلم نہ کرو، ظلم نہ کرو، ظلم نہ کرو۔ کسی شخص کا مال اس کے دل کی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔"

15) اسلامی مملکت کے شہریوں کی ذمہ داری

رسول اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر جہاں اور ہدایات فرمائیں ان میں سے ایک ہدایت یہ بھی تھی کہ: "ان امر علیکم عبد مجدع حسبتھا قالت اسود یقودکم بکتاب اللہ تعالیٰ فا سمعوا لہ و اطیعوا "[19] ترجمہ: "اگر کسی کٹے ہوئے کان والے سیاہ فام پر بھی تم کو امیر مقرر کیا جائے جو کتاب اللہ کے مطابق تمھاری قیادت کرے تو اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔"

یہ کان کٹا ہونا، ایک محاورہ ہے گویا حضور ﷺ نے یہ اصول بیان فرمایا کہ امیر کے لیے کتاب اللہ کا پابند ہونا ضروری ہے باقی جو لوگوں کے امتیازات ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ ایک بہت بڑی تبدیلی جناب نبی کریم ﷺ نے پیدا کی جس پر علمائے سیاسیات بڑی بحث کرتے ہیں۔ بحثیت حکمران آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد کیا نظام دیا ہم اس کو خلافت کا سسٹم کہتے ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ ابو بکر کو بلاؤں اور ان کو وصیت کر دوں لیکن پھر میں نے سوچا کہ: "یا بی اللہ والمومنون الا ابا بکر "[20]
ترجمہ "اللہ اور مومنین ابو بکر کے سوا کسی کو منتخب نہیں کریں گے۔"

16) شیطانی مکر و فریب سے بچاؤ:

نبی اکرم ﷺ نے اس موقع پر ایک اعلان یہ بھی فرمایا کہ:
"الا وان الشیطان قد ایس من ان یعبد فی بلا دکم ہذہ ابد ولکن ستکون لہ طاعۃ فی ما تحتقرون من اعمالکم فسیرضی بہ"[21]
ترجمہ: "آگاہ رہو! شیطان اس سے تو مایوس ہو چکا ہے کہ تمھارے اس علاقے میں اس کی دوبارہ عبادت کی جائے۔ ہاں! ان اعمال میں اس کی ضرور اطاعت کی جائے گی جنھیں تم حقیر خیال کرتے ہو اور وہ اسی پر خوش رہے گا۔"
جزیرۃ العرب ہمیشہ توحید کے دائرہ میں رہے گا مکہ کے گرد اور بیت اللہ میں بتوں کی موجودگی اور یہ ساری

جاہلی قدریں شیطان ہی کا کاروبار تھا اس نے ہی یہ سارا کھیل رچا رکھا تھا لیکن فرمایا کہ یہ جزیرۃ العرب توحید پر قائم رہے گا لیکن شیطان بالکل بے دخل نہیں ہو گا یعنی شیطان اپنی باتیں منوائے گا بظاہر چھوٹے چھوٹے کاموں میں جن کو تم بہت حقیر سمجھو گے اور شیطان تم سے وہ کام کروا کر خوش ہو گا توحید اور عقیدے کی بات میں تم اس کے پیچھے نہیں چلو گے لیکن چھوٹے چھوٹے کاموں میں شیطان تم سے اپنی بات منوائے گا۔

جبکہ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ شیطان ایک بات میں ضرور کامیاب ہو گا کہ:

"الا ان الشیطان قد ایس ان یعبدہ المصلون الکنہ فی التحریش بینھم"[22]

ترجمہ:" سنو! شیطان اس سے تو مایوس ہو چکا ہے کہ عبادت گزار اس کی عبادت کریں۔ لیکن وہ اہل ایمان کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے کی پوری کوشش کرے گے۔"

17) مستقبل کے فتنوں سے آگاہی:

رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر جو ہدایات فرمائیں ان میں سے ایک ہدایت امت کو آنے والے فتنوں سے بھی آگاہ کیا۔ یہ بھی دین کا ایک مستقل شعبہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:" انی لاء ری مواقع الفتن خلال بیوتکم کمواقع القطر"[23] ترجمہ: "میں فتنوں کو تمھارے درمیان برستا ہوا دیکھ رہا ہوں، ایسے جیسے بارش برستی ہے۔"

یعنی فتنے تمھارے درمیان اتنی کثرت سے آئیں گے جیسے بارش کے قطرے آتے ہیں۔ ایک فتنہ کھڑا ہو گا اسے سمجھنے کی کوشش کی جارہی ہو گی تو دوسرا فتنہ سامنے آجائے گا، اس سے نمٹنے کی کوشش کی جارہی ہو گی تو تیسرا فتنہ تمھارے سامنے آجائے گا۔ فرمایا کہ بارش کے قطروں اور تسبیح کے دانوں کی طرح فتنے تم پر برسیں گے۔

18) حضرت حذیفہ کا خصوصی ذوق:

مختلف صحابہ کے مختلف ذوق تھے۔ فتنوں کے حوالے سے باتیں معلوم کرنا اور دوسروں کو بتانا۔ یہ حضرت حذیفہ کا ذوق تھا۔ حضرت حذیفہؓ خود ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ:"کان الناس یسا ءلون رسول اللہ عن الخیر و کنت اساءلہ عن الشر"[24] ترجمہ: "باقی لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کی بات پوچھتے تھے اور میں شر کی بات پوچھتا تھا۔"

19) **قرآن وسنت کی پناہ گاہ:** نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جہاں اور بہت سی نصیحتیں فرمائی وہاں ایک نصیحت یہ بھی تھی کہ

"یا ایھا الناس انی قدترکت فیکم ما ان اعتصمتم بہ فلن تضلو ا ابدا کتاب اللہ و سنۃ نبیہ ﷺ"[25]

ترجمہ: "اے لوگو! میں تم میں وہ چیزیں چھوڑ کر جارہاہوں کہ جب تک تم ان کا دامن تھامے رکھوگے کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ اللہ کی کتاب اور پیغمبر ﷺ کی سنت۔"

فرمایا کہ قیامت تک کے لیے تمھیں یہ رہنما دے کر جارہاہوں ایک دوسرے مقام پر اپنے وصال سے چند دن پہلے ہی یہ جملہ ایک اور موقع پر بھی فرمایا کہ:

" انی ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنت نبیہ"[26]

ترجمہ: "میں دو چیزیں تم میں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک انھیں تم مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہوگے۔ قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ"

گویا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب ہر طرف گناہ کا دور دورہ ہو گا، زندگی گزارنے کا جو طریقہ بھی اختیار کرو گے، گناہ اس کا گھیر اڈالے ہوئے ہو گا۔

20) **ہدایت کے بعد گمراہی:** حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے ہمیں ایک تنبیہ فرمائی کہ:

"وستلقون ربکم فیسالکم عن اعمالکم الا فلا ترجعوا بعدی ضلا لا یضرب بعضکم رقاب بعض" [27]

ترجمہ "اور جلد ہی تمھاری اپنے رب سے ملاقات ہو گی اور وہ تم سے تمھارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا، آگاہ رہو میرے بعد دوبارہ گمراہی کی طرف نہ پلٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارتے رہو"

گویا آپ ﷺ فرمارہے ہیں کہ تمھیں دورِ جاہلیت سے نکالنے کے لیے میں نے بڑی محنت کی ہے، بڑے مقابلے کیے اور بڑی تکالیف اٹھائیں ہیں۔ وہ کفر، ضلالت اور گمراہی کا دور تھا اس دور کی طرف کہیں واپس نہ چلے جانا۔ اس کی سب سے بڑی علامت کیاہو گی دور جاہلیت کی اقدار میں سب سے مکروہ قدر کی نشاندہی کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کی گردنیں نہ مارنا شروع کر دینا۔ فرمایا کہ ایسا کرنا جاہلیت کے دور کی طرف واپس جاناہو گا اور اس امت پر اس کیفیت کو امت پر خدا کے عذاب کی سب سے خوفناک شکل قرار دیا۔

21) قرآن وسنت کی پناہ گاہ:

حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جہاں ہمیں دیگر بہت سی نصیحتیں فرمائیں وہاں یہ بھی فرمایا کہ:

"لا یعمرن علیکم شرارکم ثم یدعو خیارکم فلا یستجا ب لکم" [28]

یعنی امت کے شریر لوگ چن چن کر امت پر مسلط کر دیے جائیں گے، امت کی قیادت شرفاء کے ہاتھ میں نہیں ہو گی اور پھر امت کے نیک لوگ دعا کریں گے لیکن ان کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی۔ چنانچہ جہاں نبی

کریم ﷺ نے دور جاہلیت کے خاتمے کا اور دور علم کے آغاز کے اعلان فرمایا وہاں یہ بھی فرمایا کہ دیکھنا کہیں میرے بعد کفر کے دور کی طرف واپس نہ پلٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنا شروع کردو، اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہنا یہ تمھارے لیے روشنی کا راستہ ہے، علم کا راستہ ہے اور انسانیت کا راستہ ہے۔

22) ختم نبوت کا اعلان:

نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر ایک اعلان یہ بھی فرمایا کہ اب نبوت ختم ہو چکی ہے قیامت تک کوئی بھی نیا نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:"الا انہ لیس نبی بعدی"[29]ترجمہ:" لیکن میرے بعد نبی کوئی نہیں ہو گا"

یعنی درمیان میں کوئی فاصلہ نہیں میرے بعد بس قیامت ہے میرا دور جب ختم ہو گا تو کسی اور کا دور اب نہیں آئے گا بس قیامت آئے گی۔ گویا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں۔

23) آپ ﷺ کا صحابہ ؓ سے شہادت لینا:

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

" وانتم تسا لون عنی فما انتم قائلون؟ قالوا نشھد انک قد بلغت و ادیت و نصحت فقال با صبعہ السبابۃ یرفعھا الی السماءو ینکتھا ال الناس اللھم اشھد اللھم اشھد ثلاث مرات"

[30]

"تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا پس تم کیا کہوگے۔ لوگوں نے کہا ہم گواہی دینگے کہ آپ ﷺ نے پیغام پہنچا دیا اور پوری خیر خواہی کے ساتھ ذمہ داری ادا کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور اس کے ساتھ لوگوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ، اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا۔"

24) دین کی بات دوسروں تک پہنچانا:

جناب نبی کریم ﷺ نے ہمیں ہدایات دی ہیں، ہمیں اپنی معاشرتی، انفرادی، اجتماعی زندگیاں گزارنے کے اصول بتائے ہیں، سلیقے سکھائے ہیں۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک بات یہ فرمائی کہ میں جو کچھ تم سے کہہ رہا ہوں یہ تم تک محدود نہیں رہنا چاہیے بلکہ انھیں ان لوگوں تک پہنچاؤ جو یہاں نہیں ہیں۔

"الا لیبلغ الشاھد الغائب فلعل بعض من یبلغ ان یکون اوعی لہ من بعض من سمعہ"

[31]ترجمہ:" سنو! جو موجود ہیں، وہ یہ باتیں ان تک پہنچا دیں جو موجود نہیں، ہو سکتا ہے کہ جن کو یہ باتیں پہنچیں ان میں سے کچھ ان کی بہ نسبت ان کو زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والے ہوں، جنھوں نے براہ راست مجھ سے سنی ہیں۔"

چنانچہ اسلام دعوت و اجتماعیت کا دین ہے، اس دوسروں تک پہنچانا ہر مسلمان کے ذمے ہے۔ دین کی کوئی بات علم اور سمجھ میں آئے اسے آگے پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے، خود عمل کر کے مطمئن ہو جانا کافی نہیں ہے اور اس کا

سب سے پہلا اور بنیادی دائرہ گھر کا ہے۔

خلاصہ:

حجۃ الوداع متعدد واقعات کا مجموعہ ہے اس کا ہر واقعہ اور ہر واقعہ کا ہر جز علمی اور عملی دونوں اعتبار سے اہم اور قابل ذکر ہے۔ تاہم حجۃ الوداع کے پورے واقعہ میں ہمارے نزدیک اس کا نقطہ کمال وہ خطبہ عظیم ہے جسے اس حج کے دوران وادی عرفات میں جمعہ 9 ذی الحج 10 ہجری 7 مارچ 632ء ہادی اعظم رحمت عالم ﷺ ہزاروں، لاکھوں کے مجمع میں ارشاد فرمایا۔ مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ خطبہ حجۃ الوداع نہ صرف یہ آپ ﷺ کی تمام تر مبلغانہ، مساعی کا ماحاصل، مسلمانوں کے لیے آخری پیغمبرانہ وصیت اور تکمیلِ دین کا اعلان عام تھا بلکہ عصر حاضر کے حوالہ سے دراصل یہی خطبہ عالمِ انسانی منشور کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔

حوالہ جات

[1]فیروز الدین، الحاج "فیروز اللغات"، ادارۃ اسلامیات کراچی 2001ء، ص933

Firozuddin, Al-Hajj "Firooz Al-Language", Islamiat Institute Karachi 2001, pg. 933

[2]"فیروز اللغات"، ص212

"Firooz Al-Lugad", p. 212

[3]لوئیس معلوف، "المنجد" (مترجم) عبدالحفیظ بلیاوی، مکتبہ قدوسیہ لاہور، 2017ء، ص72

Louis Maaloof, "Al-Manjad" (Translated by Abdul Hafeez Ballyavi, Maktaba Qudousia, Lahore, 2017), p. 72

[4] قاسمی، محمد، مرشد "معین البلاغہ مع امثلہ قرآنیہ"، جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا ضلع نندوربار مہاشٹر، ص11

Qasmi, Muhammad, Murshid, "Mu'in al-Balagha with Exemplars of the Qur'an", Jamia Islamia Publication Uloom Akal Kwa District Nandur Bad Maharashtra, p. 11

[5]عبداللہ بن عبدالرحمان، ابو محمد، امام "الدّارمی"، دار الکتاب العلمیہ لبنان، رقم الحدیث 229

Badullah bin Abd al-Rahman, Abu Muhammad, Imam al-Darmi,, Dar al-Kitab al-Alamiya, Lebanon, Hadith Number 229

[6]عبدالحق، دہلوی، محدث "مدارج النبوّت" (مترجم) محمد منشاء تابش، ج اوّل، مکتبہ العلم لاہور، س ن، ص619

Abdul Haq, Dehlavi, Muhaddith, "Madaraj al-Nabawat" (Translator) Muhammad Manshatabish, Vol. I, School of Science, Lahore, p. 619

[7]قشیری، مسلم بن الحجاج، بن امام مالک "صحیح مسلم"، مشتاق بک کارنر لاہور 1955ء، رقم الحدیث 2137

Qashiri, Muslim Ibn Al-Hajjaj, Ibn Imam Malik "Sahih Muslim", Mushtaq Book Corner Lahore 1955, Number of Hadith 2137

[8]احمد بن حنبل، امام "مسند احمد"، مکتبہ رحمانیہ لاہور س ن، رقم الحدیث 22391

Ahmad Bin Hanbal, Imam "Musnad Ahmad", Rahmaniya School Lahore, Number of Hadith 22391

[9] محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ، امام، ترمذی "جامع ترمذی"، مکتبہ العلم س ن، رقم الحدیث 3012

Muhammad Bin Isa, Abu Isa, Imam, Tirmidhi, "Jami'i Tirmidhi", School of Science, Hadith Number 3012

[10] جامع ترمذی، رقم الحدیث 3012

Jama'i a-Tirmidhi, Hadith No. 3012

[11] بخاری، محمد بن اسمعیل، ابو عبداللہ "الجامع الصحیح البخاری"، دار السلام للنشر والتوزیع والریاض، الطبعۃ الثانیہ 1999ء، رقم الحدیث 6551

Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, Abu Abdullah, "Al-Jami' al-Sahih Al-Bukhari", Dar al-Salaam for Dissemination and Dissemination, Riyadh, Al-Taina Al-Thania 1999, Number of Hadith 6551

[12] ابن ہشام، سیرۃ نبویۃ" 11/6، دار المعرفہ لبنان س ن

Ibn Hisham, Seerah Nabwiyyah, 11/6, Dar al-Marifah, Lebanon

[13] صحیح بخاری، رقم الحدیث 2451

Sahih Bukhari, Hadith Number 2451

[14] صحیح بخاری، رقم الحدیث 2262

Sahih Bukhari, Hadith Number 2262

[15] صحیح مسلم، رقم الحدیث 9

Sahih Muslim, Hadith Number 9

[16] مسند احمد، رقم الحدیث 22833

Musnad Ahmad, Number of Hadith 22833

[17] مسند احمد، رقم الحدیث 15813

Musnad Ahmad, Number of Hadith 15813

[18] مسند احمد، رقم الحدیث 19774

Musnad Ahmad, Number of Hadith 19774

[19] صحیح مسلم، رقم الحدیث 2287

Sahih Muslim, Hadith Number 2287

[20] صحیح بخاری، رقم الحدیث 5234

Sahih Bukhari, Hadith Number 5234

[21] جامع ترمذی، رقم الحدیث 2085

Jami Tirmidhi, Hadith amount 2085

[22] مسند احمد، رقم الحدیث 19774

Musnad Ahmad, Number of Hadith 19774

[23] صحیح بخاری، رقم الحدیث 1745

Sahih al-Bukhari, Hadith Number 1745

[24] صحیح بخاری، رقم الحدیث 3338

Sahih Bukhari, Hadith Number 3338

[25] الحاکم، ابوعبداللہ، محمد "المستدرک"، دار الکتب العلمیہ بیروت، رقم الحدیث 318

Al-Hakam, Abu Abdullah, Muhammad "Al-Mustadrik", Dar al-Kitab Al-Ulamiya Beirut, Hadith Number 318

[26] مالک بن انس "المؤطا"، دار الاحیاء العلوم بیروت، رقم الحدیث 1395

Malik bin Anas "Al-Mu'atta", Dar al-Hayya al-Uloom, Beirut, Hadith Number 1395

[27] صحیح بخاری، رقم الحدیث 4054

Sahih Bukhari, Number of Hadith 4054

[28] مسند احمد، رقم الحدیث 22223

Musnad Ahmad, Number of Hadith 22223

[29] صحیح بخاری، رقم الحدیث 4064

Sahih Bukhari, Hadith Number 4064

[30] صحیح مسلم، رقم الحدیث 2137

Sahih Muslim, Number of Hadith 2137

[31] صحیح بخاری، رقم الحدیث 4054

Sahih Bukhari, Number of Hadith 4054